Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 1 (Jul-Sep 2023)
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

Exploring Solutions for the Problems of Workers amidst Epidemic Diseases, Guided by the Principles of Islamic Teachings

وبائی امراض میں اجیر کے مسائل اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کا حل

Published:
September 30, 2023

Sadaf Siraj
Visiting Lecturer, Institute of Arabic and Islamic Studies, Govt. College Women University, Sialkot
sadafsiraj47@gmail.com

Dr. Sumera Rabia
Assistant Professor, Institute of Arabic and Islamic Studies, Govt. College Women University, Sialkot
sumera.rabia@gcwus.edu.pk

Abstract

Islam, as a comprehensive guide for human life, extends its principles not only to the animate but also the inanimate and plant realms. Encompassing facets from domestic life to business, societal dynamics to economic structures, and matters of defense to those of peace, it addresses the entirety of human existence. Its teachings and fundamental principles offer guidance on a myriad of issues, fostering harmony not only in the material

world but also in the afterlife. Throughout history, humanity has grappled with economic insecurity, an enduring struggle for sustenance since time immemorial. The relentless pursuit of livelihood becomes particularly challenging in the face of infectious diseases, presenting a significant economic distress. The most adversely affected demographic in such circumstances is the labor class. Industrial lockdowns, implemented to mitigate pandemics, result in a stark reduction of income sources, leaving the labor class unemployed and humiliated for extended periods. In times of extreme compulsion, seeking assistance from authorities, friends, family, and close relatives often proves insufficient.

Throughout human history, various pandemics have adversely impacted people, yet the Quran and Sunnah provide guidance to navigate through these challenges. It is imperative for individuals to place trust in the sacred essence of Allah while concurrently undertaking practical measures, embracing decisions, and accepting destiny with contentment. This paper sheds light on the challenges faced by employees during pandemics and underscores the guidance offered by Islam in addressing these issues.

Keywords: Islam, Comprehensive Guidance, Economic Insecurity, Pandemics, Labor Class

CC BY

تمہید

اسلام وہ مذہب ہے جس میں نہ صرف حیات انسانی بلکہ جماداتی ونباتاتی حیات کے تمام بنیادی پہلوؤں کے بارے میں مکمل رہنمائی ملتی ہے جو گھر سے لیکر کاروبار تک، معاشرے سے معیشت تک اور دفاع سے لیکر امن تک زندگی کے تمام شعبوں کو محیط ہے۔ جس میں ہر مسئلے پر تعلیمات اور بنیادی اصول موجود ہیں ان تعلیمات اور اصول وضوابط سے ہم آہنگی کی بدولت ہی ہم نہ صرف مادی دنیا بلکہ اخروی دنیا میں بھی سرخرو ہو سکتے ہیں۔ انسان روزازل سے ہی معاشی عدم تحفظ سے نبرد آزما رہا ہے اور اپنا پیٹ پالنے کے تقاضوں کی تکمیل کی خاطر ہمیشہ سے ہی سرگرم عمل ہے۔ لیکن وبائی امراض کی بدولت جس بڑے مسئلے کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ معاشی بدحالی ہے۔ درحقیقت سب سے زیادہ اجیر طبقہ اسکی زد میں آتا ہے چونکہ جب وبائی امراض کی روک تھام کے لیے صنعتی لاک ڈاؤن لگایا جاتا ہے جو کہ ذریعہ آمدنی میں واضح کمی کا باعث بنتا ہے اور ملکی معیشت گر جانے کی وجہ سے اجیر طبقہ کو بغیر تنخواہ کے گھروں میں بھیج دیا جاتا ہے اور ایک طویل عرصے تک ان کو بیروزگاری جیسی ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انتہائی مجبوری کے تحت جب کسی سے مدد طلب کی جاتی ہے تو حکام بالا سمیت دوست احباب اور قریبی رشتہ داروں کی بھی مدد درکار نہیں ہوتی۔ تاریخ گواہ ہے جب سے انسانی زندگی کا آغاز ہوا ہے کئی وبائیں آتی رہی ہیں جنھوں نے لوگوں کو بری طرح متاثر کیا مگر ان سے اور ان کے اثرات سے نپٹنے کے لیے قرآن وسنت میں ہر قدم پر ہماری رہنمائی کی گئی ہے۔انسان کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر مکمل بھروسہ کرتے ہوئے اسباب کو اختیار کرے اور اسکے ہر فیصلہ وتقدیر کو برضا تسلیم کرے۔

وبائی امراض کا معنی ومفہوم

ایک ہی بیماری کے بہت سارے مریضوں کا تیزی کے ساتھ سامنے آنا وبا کہلاتا ہے چاہے وہ ایک ہی علاقے میں ہوں یا پھر مختلف علاقوں میں، اور کسی سنگین مرض کی ایسی وبا جو بہت تیزی کے ساتھ ایک ہی وقت میں کئی

CC BY

ممالک میں پھیل رہی ہو عالمی وبا کہلاتی ہے۔[1] لغت کے اعتبار سے وباہوا کی خرابی کی وجہ سے ہونے والے مرگ عام کو کہتے ہیں، متعدی یا پھیلنے والی بیماری جیسے کہ طاعون، ہیضہ وغیرہ۔[2] عرفاًوہ مرگ عام، ملک گیر مرض یا وہ بیماری جو کثرت کے ساتھ پھیلے جیسے کہ متعدی امراض: ہیضہ، طاعون و غیرہ ، یا وہ بلائے آسمانی جو انسانوں کی تباہی وبربادی کا سبب بنے۔

اجیر کا معنی و مفہوم

کسی کے ہاں اجرت پر محنت و مزدوری کرنے والے شخص کو اجیر کہتے ہیں یہ عربی زبان کا لفظ ہے جو لوگ کسی سرمایہ دار کے ماتحت ہو کر کام کریں ان کو اجیر کہتے ہیں۔[3] مفردات القرآن کے مطابق اجیر سے مراد ہے:

الاجیر بروزن فعیل بمعنی فاعل یا مفاعل

یعنی اجیر فعیل کے وزن پر ہے جس کے معنی فاعل یا مفاعل ہیں اجرت یا معاوضے پر کام کرنے والے کو اجیر کہتے ہیں۔[4]

القاموس میں اجیر کسی عارضی ملازم یا مزدور کو کہا جاتا ہے یا وہ کرایہ کا آدمی جس سے کسی رقم یا مال کے معاوضے پر کوئی سیاسی کام لیا جاتا ہو۔[5]

فقہی اصطلاح میں محنت کرنے والے مزدور کو اجیر کہا جاتا ہے۔[6] جبکہ معاشی اصطلاح میں مولانا تقی عثمانی کے مطابق اجیر وہ لوگ ہیں جن کی محنت سے کوئی نئی پیداوار وجود میں آتی ہے۔[7] اجیر کے لیے پیداواری عوامل میں محنت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے کیونکہ محنت سے مراد انسان کی وہ دماغی وجسمانی جستجو ہے جس کے بدلے میں وہ دولت یعنی زر کماتا ہے۔[8] لہذا کوئی بھی مزدور جو اپنی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لیے اجرت کے عوض محنت کرتا ہے اسے اجیر کہا جاتا ہے۔

CC BY

صنعتی لاک ڈاؤن اور آمدورفت میں احتیاط

کسی بھی قسم کے وبائی مرض کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے ابتدائی اقدامات جو اٹھانے پڑتے ہیں ان میں سے ایک لاک ڈاؤن ہے اب چاہے اس کا تعلق ذرائع آمدورفت سے ہو یا پھر صنعتی لاک ڈاؤن سے۔ اسلامی نقطہ نظر سے اگر کسی علاقے یا قوم میں کوئی وبائی بیماری پھوٹ پڑے تو اس علاقے کے رہائش پذیروں کے لیے احکام الگ ہیں جبکہ باہر سے آنے والوں کے لیے الگ۔ دوسرے علاقوں سے آنے والوں کے لیے حکم ہے کہ وہ احتیاطاً اس قوم یا علاقے کی طرف نہ جائیں اور وہاں کے باسیوں کو وہاں سے باہر نہ جانے کی تاکید کی جاتی ہے۔

چاہے کسی بھی قسم کی آزمائش ہو پھر وہ وبائی مرض کی صورت میں ہو یا کسی اور طرح کی ہمارا مذہب ہر حال میں صبر سے کام لیتے ہوئے اس سے بچنے کے اسباب اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ کسی بھی وبائی دور کا مقابلہ کس طرح کرنا ہے اس کی عملی تصویر تب دکھائی دیتی ہے جب مسلمانوں میں طاعون جیسی وبا پیدا ہوئی اور مسلمانوں نے اس سے بچاؤ کے لیے کیسے اسباب اختیار کیے اس حوالے سے احادیث مبارکہ میں مکمل طور پر راہنمائی ملتی ہے:

> "خزیمہ بن ثابت سے روایت ہے آپؐ نے فرمایا طاعون ایک گندگی ہے تم سے پہلے لوگوں کو جو عذاب دیا گیا یہ اس کا بچا ہوا حصہ ہے جب کسی علاقے میں طاعون جیسی وبا پھیل جائے تو اس علاقے سے ہرگز نہ نکلو اور اگر یہ معلوم ہو کہ کسی علاقے میں طاعون کی وبا پھیلی ہے تو اس علاقے کی طرف مت جاؤ"[9]

"ایک اور حدیث ہے جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی پاکؐ سے طاعون کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے فرمایا یہ ایک عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ جس پہ چاہے اسے بھیجتا ہے۔ اللہ کریم نے اسے مومنوں کے لیے

CC BY

رحمت بنایا ہے۔ جس علاقے میں طاعون کی وبا پھیلے اور وہاں کے لوگ صبر کرتے ہوئے اس ایمان کے ساتھ اسی مقام پر ٹھہرے رہیں کہ انہیں انکی تقدیر میں لکھے کے مطابق ہی تکلیف پہنچے گی تو اس صبر کے بدلے انہیں ایک شہید جتنا ثواب ملے گا"[10]

ان احادیث مبارکہ سے جو بھی تعلیمات ملتی ہیں ان کے مطابق کسی بھی وبائی دورانیہ میں صبر واستقامت سے کام لیتے ہوئے ایسے اسباب اختیار کرنے چاہییں جس سے وبا کو جلد سے جلد کنٹرول کیا جا سکے۔ وبائی امراض بھی ایک ایسی آزمائش بن کر سامنے آتی ہیں جن کی بدولت نظام زندگی ہل کر رہ جاتا ہے۔ جس کی روک تھام کے لیے لوگوں کا آپس میں میل ملاقات کرنا محال ہونے کے علاوہ ذرائع آمدورفت بھی روک دی جاتی ہے۔ اور لوگوں کو کاروباری نقصان سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ مگر جب اسلامی تعلیمات کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ لاک ڈاؤن جیسے فیصلے میں اسلامی نقطہ نظر سے بہتری ہی پائی جاتی ہے جس پر صبر کرتے ہوئے عمل کرنا لازمی امر ہے۔

آمدنی میں کمی

وبائی امراض کی بدولت صنعتی ادارے بند ہونے کی صورت میں اجیر طبقہ کو معاشی طور پر کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کی آمدنی میں اس قدر کمی واقع ہوتی ہے کہ ان لوگوں کو اپنے اخراجات اسی نارمل روٹین کے ساتھ پورے کرنے میں کافی دشواری اٹھانا پڑتی ہے۔ اس کمی کی وجہ سے مزدور طبقہ کو کافی مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن جب ہم اسلامی نقطہ نظر سے نظام معیشت کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہماری بہت ساری پریشانیوں کا اسی میں سے حل مل جاتا ہے اسلام کے معاشی نظام کی پہلی خاصیت ہی یہ ہے کہ اس کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔

CC BY

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"لِلّٰهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ"[11]

(ترجمہ) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کے لیے ہے۔

وہی ہر شے کا مالک ہے اسی ذات پاک نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور تمام جہانوں پر اسی کی ملکیت ہے اور پھر انہیں انسان کے لیے مسخر کر دیا تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے بتائے اصولوں کے مطابق ان چیزوں کو استعمال میں لاتے ہوئے ان سے فائدہ اٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ ہی اس جہان کی تمام مخلوقات کا رازق ہے۔ اس پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِه وَيَقْدِرُ لَه ؕ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُه ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ"[12]

(ترجمہ) کہہ دیجیے کہ میرا رب ہی ہے جو اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہے رزق کو کشادہ اور تنگ کرتا ہے اور جو کچھ تم خرچ کرو پس وہ اسی کا بدلہ دیتا ہے اور وہی بہترین رزق دینے والا ہے۔

پس اچھے اور برے حالات سب اللہ کی طرف سے ہیں اور وہی ذات پاک ہے جو کسی بھی وقت انسان کی روزی کو کھول دیتا ہے اور کسی بھی وقت اسے تنگ کر دیتا ہے۔ اس لیے کسی بھی آزمائش کی گھڑی میں انسان کو اللہ تعالیٰ کے کیے پر شکر گزاری کرتے ہوئے ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ جب انسان یہ سوچ لے کہ اس مالک نے جتنا رزق قسمت میں لکھا ہے وہ ہر صورت مل کر رہے گا تو بہت سی پریشانیوں سے چھٹکارا مل جاتا ہے۔

بیروزگاری

روزگار انسان کی بنیادی ضرورت ہے قرآن و حدیث میں بھی جگہ جگہ فقر و فاقہ سے پناہ کا حکم دیا گیا ہے اور کسب معاش کی تلقین کی گئی ہے مگر وبائی مرض کے پھیلنے سے اجیر کی بڑی تعداد کو بیروزگاری کا سامنا کرنا پڑتا

CC BY

ہے۔بیروزگاری سے نہ صرف بیروزگار افراد کو پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے بلکہ پورا معاشرہ اس سے متاثر ہوتا ہے آمدنی نہ ہونے کی وجہ سے بیروزگار کی زندگی حرکت سے خالی ہو جاتی ہے۔اس کی مثال ایک جسم کی مانندہے اگر جسم کو حرکت نہ دی جائے تو وہ سستی اور کاہلی کا شکار ہو جاتا ہے اور اسطرح چھ سے سات افراد کو سہارا دینے والا واحد ذریعہ خود سہاروں کا محتاج ہو جاتا ہے۔بیروزگاری مفلسی سے بھی کہیں زیادہ خطرناک ثابت ہوتی ہے مگر کوئی بھی مسئلہ ایسا نہیں ہوتا جسکا تدارک نہ کیا جاسکے۔اس مسئلے کا بہترین حل سیرت رسول ﷺ میں موجود ہے جسے قرآن کریم نے اسوہ حسنہ کا نام دیا ہے جو ہر انسان چاہے وہ معیشت دان ہو یا سیاستدان ،صنعتکارو تاجر،دیہاڑی دار اور مزدور ہر ایک کے لیے امید کی کرن لے کر آتا ہے۔

حضور کریم ﷺ کی حیات مبارکہ کو دیکھیں تو صبر واستقامت کی ہزاروں مثالیں ملتی ہیں شعب ابی طالب میں محصوری جو ایسا معاشرتی مقاطعہ تھاجہاں پر بھوک کو مٹانے کی خاطر پیٹ پر چمڑایا کھجور کے تنے کو باندھنا پڑتا اور بعض اوقات درختوں کی جڑوں کو چبانا پڑتا مگر آپ ﷺ نے ہر موقع پر صبر اور شکر سے کام لیا۔[13]

نبی کریم ﷺ نے زندگی کے ہر موقع پر صبر واستقامت کا بے مثال نمونہ پیش کیا اور اس کے لیے آپؐ صحابہ کرام (رضی اللہ علیھم اجمعین) کو دعا بھی سکھایا کرتے تھے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے

"اللھم انی اسالک الثبات فی الامر والعزیمة علی الرشد"[14]

(ترجمہ) اے میرے رب میں تجھ سے رشد وہدایت میں عزیمت اور معاملات میں ثابت قدمی کے لیے دعا گو ہوں۔

OPEN ACCESS

CC BY

دعاؤں کے ساتھ ساتھ بیروزگاری سے بچنے کے لیے رسول کریم ﷺ نے ہر شعبہ میں کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے اور اپنی پوشیدہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے کئی طرح کی ترغیبات سے ان کی حوصلہ افزائی کی ہے۔

ایک حدیث جو کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کا ایک آدمی جس نے آپ ﷺ کے آگے دست دراز کیا، آپؐ نے پوچھا تمہارے گھر میں کونسا سامان موجود ہے؟ اس پر اس نے جواب دیا ایک پیالہ اور ایک کمبل ہے آپؐ نے اسے وہ چیزیں لانے کو کہا اور اس آدمی نے وہ لا کر پیش کر دیں ، آپؐ نے وہ چیزیں نیلام کیں اور دو درہم میں فروخت کر دیں اور وہ ادنٰی سی رقم اس انصاری کو دیتے ہوئے فرمایا ایک درہم سے اپنے گھر میں سامان لے جاؤ اور ایک کا کلہاڑا خرید و اور اس سے لکڑیاں کاٹ کر بیچا کرو اور اپنا اور اپنے گھر والوں کا پیٹ پالو۔ [15]

المختصر صبر واستقامت اور دعا کے ذریعے اللہ کی مدد طلب کرنا اور بیروزگاری میں حصول رزق کے لیے کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے کے بجائے کسی بھی طرح کی محنت سے عار محسوس نہ کرنا ہی اسلام سکھاتا ہے۔

اس کے علاوہ معاشرے کے صاحب حیثیت لوگ بھی نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی دی ہوئی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے بیروزگار افراد کے ساتھ باہمی تعاون کی روش اپنا کر ان کو روزگار دلانے میں مدد کر سکتے ہیں اور اسکی بہترین مثال ہجرت مدینہ ہے جب مہاجرین بے روزگار تھے اور انصار نے ان کی مدد کرنے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ انکے کھجوروں کے باغات مہاجرین میں تقسیم کر دیے جائیں جس پر آپؐ نے انکار فرمادیا تب انصار نے کہا کہ مہاجرین ہمارے باغات کی دیکھ بھال اور آبپاشی کے نظام کو سنبھالیں گے اور اس سے جو پھل آئے گا وہ انکے اور ہمارے درمیان تقسیم کر دیا جائے گا، اور اس بات کو

CC BY

مہاجرین نے قبول کر لیا جس سے انکی عزت نفس پر بھی حرف نہ آیا اور مہاجرین کو انصار کی مدد سے روزگار بھی مل گیا[16]۔

دو چیزوں پر انسان کا کمال منحصر ہے پہلا یہ کہ وہ مضبوط قوت ارادی رکھتا ہو اور دوسرا یہ کہ اس پر ثابت قدم رہنے کی طاقت ہو اگر ان میں سے ایک بھی چیز میں کمی آجائے تو کمال پر حرف آجاتا ہے۔ مثلاً کسی شخص کے پاس قوت ارادی تو کمال کی ہو مگر اس پر ثابت قدمی کی طاقت نہ ہو تو کوئی بھی کام پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا۔ لہذا بیروزگار افراد کو چاہیے کہ وہ ہر طرح کے ڈر اور خوف کو اپنی زندگیوں سے مٹاتے ہوئے کاروباری اتار چڑھاؤ سے اسلامی تعلیمات کو مد نظر رکھتے ہوئے نمٹنا سیکھیں۔ اسکے علاوہ معاشرے کے صاحب حیثیت لوگوں کو چاہیے کہ اگر کسی ناگہانی آفت کے سبب مسلمان بھائیوں کا ذریعہ معاش ختم ہو جائے تو جہاں تک ممکن ہو سکے۔ انکو اس پریشانی سے نجات دلانے میں انکی مدد کریں اگر ہم مسلمانوں کے اندر یہ جذبہ ہمدردی و تعاون پیدا ہو جائے کہ اپنے بیروزگار بھائیوں کو اپنے روزگار میں شریک کر کے اس پریشانی سے چھٹکارا پانا ہے تو ہم کسی صورت بھی اس میں ناکام نہیں ہو سکتے۔

اجرت کی ادائیگی میں تاخیر و عدم ادائیگی

وبائی امراض سے ملکی معیشت اس حد تک متاثر ہوتی ہے کہ جسکی وجہ سے اجیر کو اجرت کی ادائیگی جیسے مسائل کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بعض اوقات اجیر حضرات کو بنا اجرت کے گھروں میں بھیج دیا جاتا ہے، تنخواہ میں کٹوتی کر لی جاتی ہے یا اس کی ادائیگی میں تاخیر ان کے لیے مشکل مرحلہ ثابت ہوتی ہے۔

CC BY

لیکن اسلام ایک ایسا دین ہے جو اجیر کی اجرت کی ادائیگی وقت پر کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اگر اجیر کو اسکی اجرت تاخیر سے ادا کی جائیگی تو اسے مالی طور پر پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس لیے اسلام میں مزدور کی مزدوری کو تاخیر سے ادا کرنا کسی ظلم سے کم نہیں۔ اس پر نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"مالدار کا مالدار ہونے کے باوجود دوسروں کا حق ادا کرنے میں دیر کرنا ظلم ہے"[17]

کسی بھی طرح کی ناگہانی آفت یا بوجہ وبائی امراض صنعتی ملازمین کو معاشی طور پر کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس میں ایک اہم مسئلہ اجیر طبقہ کو تنخواہ کی ادائیگی ہے۔ مگر ہمارا مذہب ہمیں یہی تعلیم دیتا ہے کہ مزدور کو اسکی تعین کی گئی اجرت اسکا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرنی چاہیے اور جان بوجھ کر حق دار کو اس کے حق سے محروم کرنا اسلام کے نزدیک ظلم کے برابر قرار دیا گیا ہے۔

سرمایہ کی قلت

وبائی امراض کی بروقت روک تھام کے لیے لگائے گئے صنعتی لاک ڈاؤن کے سبب صنعت کاروں کی معاشی حالت اس قدر ناگزیر ہو جاتی ہے کہ قلت سرمایہ کے سبب دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلا کر قرض لینے تک کی نوبت آن پہنچتی ہے۔ مگر ان حالات میں کسی مجبور و لاچار انسان کی حاجات کو پورا کرنے کے لیے قرض کی یہی صورت ہے کہ اسے سود پر ہی قرض لینا پڑتا ہے۔ جبکہ اسلام وہ دین ہے جو سود کے خلاف ہے اور قرض حسنہ کا درس دیتا ہے۔ احادیث مبارکہ میں قرض حسنہ کو بہت فضیلت حاصل ہے:

"حضرت انس بن مالک سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا، میں نے معراج کے وقت جنت کے ایک دروازے پہ یہ لکھا ہوا پایا صدقہ کرنے کا اجر دس گنا زیادہ ہے اور قرض دینے کا اجر اٹھارہ گنا زیادہ، اس پر میں نے جبرائیلؑ سے سوال کیا قرض کا اجر صدقہ سے زیادہ کیوں

CC BY

ہے؟اس پر انہوں نے فرمایا سائل اس حال میں ہاتھ پھیلاتا ہے کہ اس کے پاس کچھ ہوتا ہے مگر قرض لینے والا انتہائی ضرورت کے وقت قرض مانگتا ہے"[18]

مطلب کہ قرض مانگنے والا شدید ضرورت کے وقت قرض لیتا ہے اور لینے کے ساتھ اسے واپس لوٹانے کی بھی فکر ہوتی ہے۔ جبکہ دیکھا جائے تو سائل کو واپس لوٹانے کی فکر نہیں ہوتی۔ اس لیے صاحب حیثیت لوگوں کو چاہیے کہ وہ ضرورت مند کو قرض حسنہ دے کر اس کی پریشانی کم کرنے میں اسکی مدد کریں۔ اس کے ساتھ قرضدار کو واپسی قرض میں جہاں تک ممکن ہو مہلت بھی دینی چاہیے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۚوَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ۖاِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ"[19]

(ترجمہ)اور اگر قرض دار تنگی والا ہو تو اسے آسانی تک مہلت دو،اور اگر تم صدقہ کر دو تو تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔

لیکن نظام معیشت ہو یا کوئی بھی باہمی لین دین سب کو بہترین طریقے سے چلانے کے لیے اسلامی تعلیمات ہمیں یہ سبق دیتی ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو سکے معاملات طے کرتے ہوئے نرمی اختیار کی جائے۔

حدیث نبویؐ ہے:

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپؐ نے فرمایا جو شخص خریدتے، بیچتے یا کسی قسم کا تقاضا کرتے ہوئے نرمی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔"[20]

مندرجہ بالا آیت اور حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو حکم دیتا ہے اگر قرض لینے والا زیادہ ہی مجبور و لاچار ہے تو اسے حالات کشادہ ہونے تک قرض لوٹانے میں مہلت دی جائے اور اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ اختیار کیا جائے اور اگر کسی کو قرض معاف کر دیا جائے تو اس کام کا اللہ کریم کے پاس اجر عظیم ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

اسلام نے جہاں قرض حسنہ کی فضیلت، تنگدست مقروض کو مہلت اور باہمی لین دین میں نرمی کا حکم دیا ہے تو دوسری جانب قرضدار کو بھی بہترین طریقے سے اسکی ادائیگی کی تعلیمات دی ہیں۔

فرمان نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے:

"فان من خيركم احسنكم قضاء"[21]

(ترجمہ) پس تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے قرض کی ادائیگی اچھے طریقے سے کرے۔

جس طرح احسن طریقے سے قرض کی ادائیگی کرنے والے کو آپؐ نے بہترین انسان قرار دیا ہے ویسے ہی مقروض کو جان بوجھ کر بروقت ادائیگی نہ کرنے پر عذاب الٰہی کی وعید بھی سنائی ہے۔

آپؐ نے فرمایا:

"يغفر للشهيدكل ذنب الاالذين"[22]

(ترجمہ) قرض کے علاوہ شہید کے تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

جب وبائی امراض پھیلتے ہیں تو صنعتی کاروبار بہت متاثر ہوتے ہیں جسکے سبب اجیر طبقہ کی ایک کثیر تعداد کو سرمایہ قلت کے سبب قرض لینے اور واپس لوٹانے جیسے مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے، لیکن اس طرح کی کسی بھی ہنگامی صورتحال میں اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے سرکاری وغیر سرکاری سطح پر اگر قرض حسنہ کی فراہمی کو فروغ دیا جائے اور مقروض بھی احادیث نبویؐ پر عمل کرتے ہوئے اخلاقی تعلیمات کو مدنظر رکھے تو لوگوں کو مالی مشکلات سے لڑنے کے لیے ایک دوسرے کا ساتھ اور باہمی تعاون و خیر خواہی میسر ہو سکتی ہے جو کسی بھی بڑی سے بڑی آزمائش کا مقابلہ کرنے کے لیے کافی ہے۔

OPEN ACCESS

CC BY

خود غرضی وعدم تعاون

عموماًوبائی امراض کے پھیلاؤ سے حالات اسقدر ناگزیر ہو جاتے ہیں کہ بالخصوص اجیر طبقہ کو بہت زیادہ مشکل حالات سے گزرنا پڑتا ہے۔ اگر ان نازک حالات میں انکے مالکین، عزیزواقارب اور دوست احباب کی جانب سے تعاون و مدد میسر ہو جائے تو ان کے لیے ان مشکل حالات سے لڑنا کسی حد تک آسان ہو سکتا ہے۔ مگر مدد کرنے کے معاملے میں اکثر لوگ خود غرضی اور لا تعلقی کا مظاہرہ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ جبکہ اسلام ایک ایسا دین ہے جو ایسا معاشرہ قائم کرنے پر زور دیتا ہے جس کی بنیاد ہی باہمی تعاون، انصاف اور اعتماد پر ہو جس کی رگ رگ میں شفقت، ایثار اور محبت رچی بسی ہو۔ نبی کریم ﷺ ایک جگہ فرماتے ہیں:

"ابو ذر سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا، وہ تمہارے بھائی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے ماتحت کیا ہے اس لیے انہیں بھی وہی کھلاؤ جو خود کھاؤ اور جو خود پہنو انہیں بھی وہی پہناؤ جو کام ان کی برداشت سے باہر ہو انہیں اس کی تکلیف نہ دو اگر کبھی ان کی طاقت سے زیادہ ان پر بوجھ ڈالو تو خود بھی ان کی مدد کرو"[23]

اسلام اپنے پیروکاروں کو ہر صورت میں یہی درس دیتا ہے کہ ایک دوسرے کی مدد کی جائے۔ خاص طور پر آجر کو حکم دیا جاتا ہے کہ ایک پر امن معاشرے کے قیام کے لیے اجیر کے ساتھ اچھا اور ہمدردانہ سلوک روا رکھے۔ کیونکہ ایک خوشحال معاشرے کی بقا اور ترقی ہی باہمی تعاون اور باہمی امداد پر منحصر ہے اسلامی تعلیمات انسان کو ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور تعاون کا رشتہ مضبوط کرنے پر زور دیتی ہیں۔

مزید براں اسلام ہی وہ دین ہے جس کا مقصد معاشی حالت کی بہتری، غربت کا خاتمہ، محتاج اور ضرورت مندوں کو فقر وفاقہ سے بچانا اور انکی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ درحقیقت انسان خود اپنی ضروریات کو پورا کرنے کا ذمہ

CC BY

دار ہے۔ مگر جب وہ خود اس قابل نہ ہو اور اپنے معاملات میں لاچار ہو جائے تو اس کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اسکا تعاون اور اسکی مدد کرنا اسلام نے صاحب حیثیت پر فرض قرار دیا ہے۔ جن میں دوست احباب ،عزیز واقارب اور وہ لوگ شامل ہیں جن کے ماتحت رہ کر مزدور مزدوری کرتا ہے۔

تعاون پر قرآن کریم کی آیت مبارکہ ہے:

"وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى"[24]

(ترجمہ)اور مدد کرو آپس میں نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں۔

باہمی تعاون صرف مالی امداد سے ہی ممکن نہیں بلکہ اسکی تشریح یوں بھی کی جاسکتی ہے کہ اگر کوئی ایسا معاملہ پیش آجائے جس کی بدولت اجیر کے لیے کام کو انجام دینے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑے تو اسکا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ اس کام کو ادھورا چھوڑ دیا جائے اور نہ ہی اسکا یہ مطلب ہے کہ ہر حال میں مزدور سے وہ کام نکلوایا جائے چاہے اس کے لیے اسے کتنی ہی مشقت کیوں نہ اٹھانی پڑے بلکہ ایسی صورتحال میں اجیر کی مدد اور اعانت کرنی چاہیے۔[25]

"فرمان نبوی ﷺ ہے جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی حاجت برلاتا ہے تو اللہ کریم اس کی حاجت برلاتا ہے اور جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت دور کرتا ہے اللہ کریم قیامت کے دن اسکی مصیبت کو دور فرمائے گا"[26]

ایک اور حدیث مبارکہ ہے:

"کسی مسکین پر خرچ کرنا صدقہ ہے اور کسی قرابت دار یا رشتہ دار پر خرچ کرنا صلہ رحمی بھی ہے اور صدقہ بھی"[27]

OPEN ACCESS

قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق معاشرہ ایک جسم کی مانند ہے جو باہمی تعاون، محبت، امن اور رواداری پر قائم ہے جس میں کمزور کی دستگیری، ناداروں اور محتاجوں کی دادرسی کا حکم دیا جاتا ہے تاکہ ہر انسان دوسرے انسان کا مددگار و معاون بن سکے۔ چنانچہ جب باہمی تعاون قرآن وسنت کی روشنی میں اور اسکی تعلیمات کے مطابق ہوگا تو امت مسلمہ کا ہر فرد چاہے وہ آجر واجیر ہو یا کسی اور کام سے منسلک سب کی بنیادی خواہشات پوری ہو سکیں گی۔ اسلامی معاشرہ کو باہمی تعاون کے اصولوں پر کھڑا کرنے کے لیے اسلام نے خاندان اور معاشرے کے افراد کے مابین یک جہتی اور تعاون کا آغاز کیا ہے اور حقوق و فرائض کی بنیاد محبت اور صلہ رحمی پر رکھی ہے کیونکہ کسی بھی خاندان اور معاشرے کے درمیان محبت اور تعاون کا وجود ہونا لازمی امر ہے۔

حکام بالا کی عدم توجہ

وبائی ایام میں لوگوں کی امداد اسطرح نہیں کی جاتی جسطرح ہمارا دین ہمیں تعلیم دیتا ہے اسلامی تعلیمات کے پیش نظر حکام بالا کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ غریب طبقے اور بیروزگار مزدوروں کے روزگار کا انتظام کریں۔ اسکی بہترین مثال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ملتی ہے جب انہوں نے تقریباً1360 برس پہلے غریب ولاچار عوام کے لیے ایسے اصول رائج کیے تھے کہ انکی رعایا کو بھوکے پیٹ نہ سونا پڑے۔ انہوں نے تو باقاعدہ طور پہ تجربے بھی کیے تھے کہ روزانہ ایک شخص کو اوسطاً کتنی خوراک کافی ہوگی تاکہ اس حساب کے مطابق ان مزدوروں کے روزینے مقرر کیے جاسکیں۔[28]

غریب ولاچار عوام کی مدد کرنے کا بہترین طریقہ جو اسلام نے بتایا ہے وہ زکوٰۃ سے ممکن ہے جس کے ذریعے حکمران اس ذمہ داری سے عہدہ برا ہوسکتے ہیں اس پر آپ ﷺ کا بھی ارشاد ہے:

"توخذمن اغنيائهم فترد على فقرائهم"[29]

(ترجمہ) یہ ان کے مالداروں سے لیکر ان کے غریبوں میں تقسیم کردی جائیگی۔

CC BY

اسطرح ایک اور جگہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"آپؐ نے فرمایا تم میں ہر کسی سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا"[30]

یہ حدیث مبارکہ بھی یہی ثابت کرتی ہے کہ حکومت اپنی رعایا کے لیے جواب دہ ہے اور عالم مصائب میں اسے عوام کی مشکلات دور کرنے میں ہر ممکن کوشش کرنا ہو گی۔ اسلامی حکومت کو اسی بنا پر یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ زکوۃ کی وصولی کے ذریعے اپنی اس ذمہ داری کو پورا کرے اور مشکل اوقات میں اپنی رعایا کی مدد کرے۔

ناگہانی آفات میں روحانی واخلاقی پہلو:

عقیدہ تقدیر پر ایمان

عقیدہ تقدیر اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک ہے تقدیر یہ ہے کہ ہماری زندگیوں میں جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ من جانب اللہ اور من اذن اللہ سے ہوتا ہے چاہے اسکی حکمت عملی کو ہم جانتے ہوں یا نہیں مگر اسکا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ مسلمان کسی آزمائش سے عبرت و نصیحت نہ حاصل کریں یا اس پر غور و فکر نہ کریں جب قدرتی آفات آتی ہیں تو اس کی زد میں نیک و بد سبھی آتے ہیں اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان چاہے سائنسی یا مادی کسی بھی میدان میں کتنی ہی کیوں نہ ترقی کر لیں مگر روحانی و اخلاقی پہلوؤں کو کبھی بھی پس پشت نہیں ڈالنا چاہیے۔ بلکہ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق قائم کر لینا چاہیے تاکہ انسان اتنا بے بس نہ ہو جائے کہ خود کو تنہا محسوس کرتے ہوئے کسی نفسیاتی مرض میں مبتلا ہو جائے۔

قرآن مجید میں ہے:

"مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۚ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ"[31]

OPEN ACCESS

CC BY

(ترجمہ)جو بھی مصیبت زمین اور تمہاری جانوں میں پہنچتی ہے اس سے پہلے کہ ہم اسے پیدا کریں وہ پہلے ہی ایک کتاب میں لکھی جاچکی ہے اور یہ اللہ پر آسان ہے۔

اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی فرمان ہے:

"طاؤس روایت کرتے ہیں میں نے نبی کریمؐ کے کئی صحابہ اکرام رضی اللہ عنھم کو یہ کہتے سنا کہ ہر چیز تقدیر کا حصہ ہے اور عبداللہ بن عمر کو کہتے ہوئے پایا، آپؐ کا فرمان ہے ہر چیز تقدیر سے ہے یہاں تک کہ دانائی اور عاجزی بھی، یہاں تک کہ کسی کا عقلمند یا بیوقوف ہونا بھی تقدیر سے ہے۔"[32]

لہذا اسی بات پر کامل یقین ہونا چاہیے کہ ہماری زندگیوں میں جیسے بھی حالات ہوں یا کسی بھی قسم کی پریشانی ہو وہ ہماری تقدیر کا حصہ ہے جسے پہلے سے لکھا جاچکا ہے اور مقدر کا لکھا نہ تو ٹل سکتا ہے اور نہ ہی اسے کوئی چھین سکتا ہے تقدیر پر ایمان رکھنے والا مسلمان کبھی بھی حالات سے دل برداشتہ ہو کر کسی قسم کی مایوسی اور خوف کا شکار نہیں ہو سکتا۔

شکر الٰہی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے اور اسکی ہر ضرورت کی چیز اور جسمانی،روحانی وذہنی قوتیں اسے مہیا کی ہیں۔ اسے ایک متناسب اور مکمل اعضاء کے ساتھ جسم عطا کیا اور ہر وہ سامان مہیا کیا جسے استعمال میں لاتے ہوئے انسان معیشت میں ترقی کر سکے تاکہ یہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بن جائے۔

قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

"وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ"[33]

(ترجمہ)اگر تم صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہو تو اسکی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری آپؐ کی سیرت مبارکہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی کا ہر گوشہ شکر الٰہی میں گزرتا انکی پوری زندگی ہی صبر وشکر اور زہد سے عبارت تھی۔ جبکہ اللہ تعالی نے پوری کائنات کے

CC BY

خزانوں کا مالک آپؐ کو مقرر کر رکھا تھا پھر بھی انہوں نے دنیا کی ہر نعمت کو پس پشت ڈال کر صرف ذات خداوندی کی عبادت اور اسکی خوشنودی ورضا کی خاطر بنا کوئی شکوہ کیے اکثر و بیشتر فاقہ کشی میں زندگی گزاری[34] اسلام ہمیشہ شکر الٰہی کا سبق دیتا ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو واضح ہوتا ہے کہ کیسے انہوں نے خود کو اللہ اور اسکے رسولؐ کے بتائے راستے پر چلایا اسلام کے تمام ادوار صحابہ اکرام کے پیش نظر رہے۔ان میں وہ وقت بھی تھا جن میں انہوں نے سخت مفلسی اور محتاجی دیکھی۔اور وہ وقت بھی تھا جس میں وہ متمول و دولت مند ہو گئے مگر آپؐ کے زیر سایہ رہنے کا ان پر اتنا اثر تھا کہ مفلسی و محتاجی کے دور میں انہوں نے صبر سے کام لیا اور زمانہ دولتمندی میں اللہ تعالی کا شکر ادا کرتے رہے۔

"ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حالت یتیمی میں پلا بڑھا، حالت مسکینی میں ہجرت کی، ابنتہ غزواں کے کھانے پر ملازم رہا جب وہ اپنی منزل پر اترتے تو میں ان کی حدی خوانی کرتا مگر اب اللہ کریم کا شکر ہے کہ مذہب اسلام نے قوت پکڑ لی اور ابو ہریرہ امام بن گیا"[35]

وبائی امراض جیسی ناگہانی آفات کے سبب اجیر طبقہ کے معمولات زندگی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے اور انکی معاشی حالت واضح طور پر کمزور ہوتی چلی جاتی ہے مگر اسلامی تعلیمات ہر طرح کے حالات کا سامنا کرنے کے لیے بھری پڑی ہیں۔ہمارے لیے قرآن و سنت اور صحابہ کرام کی زندگیاں ہر مصیبت سے نجات کے لیے مشعل راہ ہیں اسوہ رسولؐ اور اسوہ صحابہ رضی اللہ عنھم سے ہمیں واضح سبق ملتا ہے کہ کیسے انہوں نے ہر طرح کے حالات میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اس لیے ہمیں بھی مسلمان ہونے کے ناطے خود کو ان کے نقش قدم پر چلانے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔تاکہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ کم اور زیادہ تمام نعمتوں پر بجائے شکوہ کرنے کے سجدہ شکر بجالانے کی عادت اپنائی جائے۔

CC BY

مسنون ادعیہ واذکار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وقتاً فوقتاً اپنی امت کو بلاؤں اور وباؤں سے محفوظ رہنے کے لیے دعائیں بھی سکھایا کرتے تھے۔چونکہ اللہ تعالیٰ دعا کرنے والے کو بہت پسند فرماتا ہے اور یہ ایک ایسا عمل ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اسکے غضب پر غالب آجاتی ہے اور ان کی وجہ سے مصائب ومشکلات سے چھٹکارامل جاتا ہے۔ زمانہ نبویؐ میں سورج گرہن لگنے پر آپؐ نے صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے۔

فرمایا "فاذا رائیتم ذلک فادعوا اللہ و کبروا وصلوا"[36]

(ترجمہ)پس جب تم یہ دیکھو تو اللہ تعالیٰ کو پکارو،اسکی بڑائی بیان کرواور نماز پڑھو۔

جیسے سورج اور چاند گرہن اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں اسی طرح وبائیں بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دلالت کرتی ہیں جس طرح نبی کریم ﷺ نے سورج گرہن کے موقع پر خالق کائنات کی طرف رجوع کرنے اور نماز اور دعا کا اہتمام کرنے کا حکم دیا۔بالکل ایسے ہی وباؤں میں آزمائش کی گھڑی میں بھی اللہ تعالیٰ کو ہی پکارنے اور دعامانگنے کا حکم ہے۔

ایک اور حدیث کے مطابق دعامانگنے سے پریشانیوں اور وباؤں سے نجات ملتی ہے:

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے سرکار دوعالمؐ نے فرمایا

(اللهم حبب الينا المدينة،كما حببتالينا مكة او اشد،و انقلحماها الى الجحفة،اللهم بارك لنا في مدنا و صاعنا)

اے اللہ جیسی محبت تونے ہمارے دلوں میں مکہ کے لیے پیدا فرمائی تھی ایسی ہی محبت مدینہ کے لیے بھی پیدا فرما دے،بلکہ اس سے بھی زیادہ،اور اس بخار کو جحفہ میں منتقل فرمادے،اے پروردگار ہمیں مد اور صاع میں برکت عطافرما"[37]

OPEN ACCESS

ایک اور جگہ آپؐ نے غم ودکھ اور زندگی وموت کے فتنوں سے پناہ مانگنے کے لیے دعا فرمائی جسکے "راوی انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں، کہتے ہیں نبی کریمؐ یہ دعا فرمایا کرتے تھے.

(اللھم انی اعوذبک من العجزوالکسل،والجبن،والبخل،والھرم،واعوذبک من عذاب القبر،واعوزبک من فتنة المحیا والممات)

اے اللہ بیشک میں تیری پناہ چاہتاہوں عاجزی، سستی، بزدلی اور بہت بڑھاپے سے اور زندگی اور موت کے فتنوں (آزمائشوں) سے "[38]

ایک اور حدیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کسی پریشانی میں ہوتے تو یہ دعا فرماتے:

(لاالہ الا اللہ العظیم الحلیم،لاالہ ن الااللہ رب السموات والارض،ورب العرش العظیم)

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے جو بہت عظمت و حلم والا ہے، نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے جو آسمان وزمین اور عرش عظیم کارب ہے۔[39]

دعا ہر مومن مسلمان کے لیے ہتھیار کا درجہ رکھتی ہے۔ جب انسان مصائب و مشکلات کے بے قابو ہونے پر تھک جاتاہے تو پھر دعاؤں کے ذریعے اسکی پریشانیوں اور مصائب کا خاتمہ ہونے کے امکان بڑھ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا اعلیٰ درجے کی عبادت کا مقام رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نیک اور برگزیدہ بندے بھی جب جب پریشانیوں میں گھرے دعاؤں سے ہی بارگاہ الٰہی سے مدد طلب کی۔ تاریخ گواہ ہے کہ انسان نے جب بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کے ذریعے مدد طلب کی اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی اپنے بندے کو اکیلا نہیں چھوڑا، اس لیے ہمارا مذہب ہمیں سبق دیتاہے کہ عالم مصائب میں جب تمام راستے انسان کو بند ہوتے دکھائی دیں تب صرف ایک ذات پر بھروسہ کامل وپختہ ہوناچاہیے جو انسان کی ذہنی اور قلبی سکون کاواحد راستہ ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

نتائج بحث

وبائی امراض کے پھیلاؤ سے اجیر طبقہ کو جن معاشی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان کے متعلق قرآن و سنت میں ہر مسئلہ کا حل موجود ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو کسی ایسی مصیبت میں مبتلا نہیں فرماتا جس کا حل موجود نہ ہو۔ وبائی امراض کی بروقت روک تھام کے لیے جو لاک ڈاؤن لگایا جاتا ہے اس کی بدولت ذرائع آمدورفت روک دی جاتی ہے اور لوگوں کو کاروباری نقصان سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ مگر دینی تعلیمات پر نظر دوڑائی جائے تو ان کے مطابق بھی وبائی علاقہ میں جانے اور وہاں سے آنے کو منع کیا جاتا ہے۔

تاہم صنعتی ادارے بند ہونے کی صورت میں اجیر کی آمدنی میں واضح کمی پیدا ہونے کے سبب ان کو مالی مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ مگر جب انسان یہ سوچ لے کہ ہر چیز اسی مالک کے قبضہ قدرت میں ہے اور وہی پوری کائنات کو رزق دینے والی ذات پاک ہے جسے چاہے کم عطا کرے اور جسے چاہے زیادہ سے نواز دے بس اچھے اور برے حالات صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کی آزمائش میں آتے ہیں تو کافی حد تک اسکی پریشانی کم ہو جائے۔ اسی طرح وہ لوگ جنہیں وبا کے دنوں میں بیروزگاری جیسے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان کے لیے شعب ابی طالب کی محصوری ایک اعلیٰ مثال ہے۔ آپؐ اگر کسی بیروزگار کو دیکھتے تو اسے یہی تلقین کرتے کہ جو تمہارے پاس اثاثہ ہے اسی کو بروئے کار لاتے ہوئے کوئی نا کوئی کام شروع کرو تاکہ عزت کے ساتھ اپنا اور اپنے گھر والوں کا پیٹ پال سکو، اور کام میں ثابت قدم رہنے کے لیے آپؐ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو دعائیں بھی سکھاتے، مگر زیادہ تنگدستی کے حالات میں صاحب حیثیت کو چاہیے کہ ہجرت مدینہ سے سبق سیکھتے ہوئے اپنے بیروزگار بھائیوں کو اپنے کام میں شریک کرلیں جسطرح انصار مدینہ نے مہاجرین کو اپنے باغات میں کیا تھا۔

CC BY

وبائی امراض میں اجیر کو اجرت کی ادائیگی میں تاخیر یا عدم ادائیگی جیسے مسائل سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے مگر ہمارا دین اس میں بلا وجہ تاخیر سے منع فرماتا ہے۔

باہمی تعاون کے متعلق آجر پر لازم ہے کہ وہ اپنے اجیر بھائی سے اسکی طاقت سے زیادہ کام نہ لے اور اس کے لیے وہی سب پسند کرے جو اپنے لیے کرتا ہے اور اجیر کو بھی ہر حال میں اپنے مالک کا فرمانبردار رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

مزید براں عزیزوں اور دوست احباب پر بھی لازم ہے کہ وہ مصائب وآلام میں ایک دوسرے کی مدد کریں جو کئی طریقوں سے ہو سکتی ہے جن میں بہترین طریقہ قرض حسنہ ہے۔اور مجبور و بے بس مقروض کو آسانی تک مہلت دینا یا پھر صدقہ کر دینے کا اسلام میں بہت اجر ہے۔لیکن قرض لینے والے کو بھی اسلام طے شدہ معاملات کے مطابق ادا کرنے کا حکم دیتا ہے نیز نظام معیشت ہو یا کوئی اور باہمی معاملات سب کو بہترین طریقے سے چلانے کے لیے اسلام نرمی اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہے اور کمزور کی دستگیری،ناداروں اور محتاجوں کی دادرسی کا حکم دیتا ہے۔

صرف دوسرے لوگوں کو ہی نہیں بلکہ حکام بالا کو بھی اپنی غریب ولاچار عوام کی مدد کرنے کا بہترین طریقہ جو اسلام نے بتایا ہے وہ مالداروں سے زکوۃ موصول کر کے ضرورت مندوں تک پہنچانا ہے تاکہ حکمران بھی اپنی ذمہ داری سے عہدہ برا ہو سکیں۔

نبی کریم ﷺ نے بہت سے مصائب وآلام کا سامنا کیا مگر کسی بھی موقعے پر تحمل وبردباری کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا چاہے حالات کیسے بھی پیش آئیں مگر اسلام ہمیشہ اپنے پیروکاروں کو اللہ کی رحمت سے مایوس ہونے کی ممانعت اور اس پر یقین رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

اسلام وہ دین ہے جو ہمیں روحانی واخلاقی تعلیمات سے بھی پُر رکھتا ہے لہذا ایک مسلمان کا اس بات پر کامل یقین ہونا چاہیے کہ ہماری زندگیوں میں جیسے بھی حالات ہوں یا کسی بھی قسم کی پریشانی ہو وہ ہماری تقدیر کا حصہ ہے جسے پہلے سے لکھا جا چکا ہے۔ قرآن واحادیث کی تعلیمات کو مد نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں کا ہر لمحہ شکر ادا کرنا چاہیے، نبی کریم ﷺ نے بھی اپنی حیات مبارکہ کے ہر خوشی وغمی کے موڑ پر اور ہر طرح کے حالات میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اپنی امت کے لیے مثال قائم کی تاکہ وہ بھی اس پر عمل پیرا ہو سکے ان سب کے علاوہ وباؤں اور مصائب سے اللہ کی پناہ مانگنے کے لیے مسنون ادعیہ کو بھی اپنی زندگی کا حصہ بنانے کا سبق دیتے رہے۔

---

[1]Jeremy Youde,Simon Rushton,*routledge Handbook of Global Health Security*(London:Routledge,2014)

[2] مولوی سید احمد دہلوی، **فرہنگ آصفیہ** (لاہور: رفاہ عام پریس، 1908ء)4/645

[3] قریشی، طفیل احمد، **اقتصادی مسائل اور ان کا حل** (اسلام آباد: پورب اکادمی، 2005ء)، ص57

[4] راغب اصفهانی، **مفردات القرآن**(بیروت:الدار القلم الدار الشامیه، 1412ھ)، 65/1

[5] قاسمی کیرانوی، مولانا وحید الزمان، **القاموس الوحید** (کراچی: ادارہ اسلامیہ، 1422ھ)، ص 111

[6] ندوی، مولانا مجیب اللہ، **اسلامی قانون محنت واجرت** (لاہور: مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، 1985ء)، ص12

[7] مفتی محمد تقی عثمانی، **اسلام اور جدید معیشت و تجارت** (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2003ء)، ص 53

[8] نور محمد غفاری، **اسلام کا معاشی نظام** (لاہور: مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، 1994ء)، ص190

[9] بخاری ،محمد بن اسماعیل، الجامع المسندالصحیح المختصرمن اموررسول اللہ وسننہ وایامہ (بیروت:دار ابن کثیر، 1422ھ)کتاب الطب، باب ماینکروافی الطاعون، (5728)

[10] بخاری، الجامع الصحیح ،کتاب الطب، باب اجر الصابرفی الطاعون، (5734)

[11] البقرہ2: 284

[12] سبا 34: 39

OPEN ACCESS

[13] ابن کثیر، ابو الفداعماد الدین، تاریخ ابن کثیر (کراچی: نفیس اکیڈمی، 1987ء) 109/3

[14] ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، **جامع ترمذی** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س ن) کتاب مسنون ادعیہ واذکار، باب منہ: (3407)

[15] ابن ماجہ، محمد بن یزید، **السنن** (الریاض: دار السلام، 1428ھ) کتاب التجارت، باب بیع المزایدۃ، (2198)

16 بخاری، الجامع الصحیح ،کتاب المزارعة، باب اذ قال اکفنی مؤونة النخلاوغیرہ، (3335)

17 امام بخاری، الجامع الصحیح ،کتاب الاجارۃ، باب اثم من منع اجر الاجیر ، (2270)

18ابن ماجه ،السنن ،کتاب الصدقات، باب القرض، (2431)

19البقرہ2: 280

20ابن ماجه ،السنن ،کتاب التجارات، باب السماحةفی البیع، (2203)

21بخاری، الجامع الصحیح ،کتاب الہبة وفضلها، باب ہبة المقبوضة، (2606)

22مسلم ،بن الحجاج ،صحیح مسلم (نیشاپور: دارالخلافةالعلیة، 1330ھ) کتاب الامارة، باب من قتل فی سبیل اللہ کفرت خطایاہ الا الذین، (4883)

23ابن ماجه ،السنن ، کتاب الاداب، باب احسان الی المالک، (3690)

[24] المائدہ 2:5

[25] یوسف الدین، **اسلام کے معاشی نظریے** (بھارت: مطبع ابراہیمیہ حیدرآباد، 1950ء) 370/2

[26] ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، **جامع ترمذی** (بیروت: دارالکتب العلمیہ، س ن) کتاب الحدودعن رسول اللہ صلی اللہ علیة وسلم ،باب ماجاءفی الستر علی المسلم، (1426)

[27] ترمذی ، **الجامع** ،کتاب الزکوۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ما جاءفی الصدقة علی ذی القرابة، (658)

[28] یوسف الدین، **اسلام کے معاشی نظریے** (بھارت: مطبع ابراہیمیہ حیدرآباد، 1950ء) 371/2

[29] بخاری، **الجامع الصحیح** ،کتاب الزکوۃ، باب آخذ الصدقة من الاغنیاء وتر فی الفقراء ، (1496)

[30] بخاری، **الجامع الصحیح** ، کتاب الجمه، باب الجمعه فی القری والمدن، (893)

[31] الحدید 22:57

[32] امام مسلم، **الجامع الصحیح**، کتاب القدر، باب کل شئی بقدر، (6751)

[33] النحل 114:16

[34] الازہری، پیر محمد کرم شاہ، **ضیاء القرآن** (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2018ء) 372/5

[35] ابن ماجہ، **السنن**، کتاب الرہون، باب اجارۃ الاجیر علی طعام بطنہ، (2445)

[36] مسلم، **الجامع الصحیح**، کتاب الکسوف، باب ذکر النداء بصلاۃ الکسوف الصلاۃ جامعۃ، (2114)

CC BY

[37] بخاری، **الجامع الصحیح** ، کتاب الدعوات،باب الدعا برفع الوباء والوجع،(6372)

[38] ایضاً، کتاب الدعوات ،باب التعوذ من فتنة المحیا والممات،(6367)

[39] ایضاً،کتاب الدعوات ،باب الدعاء عند الکرب،(6345)

CC BY